جمعرات/6جولائی 2023ء/لیکچر نمبر:49

نماز میں نیت کے مسائل

نیت لغوی اعتبار سے: دل کے پختہ ارادے اور عزم کو کہتے ہیں۔

شرعی اعتبار سے: قربِ الٰہی حاصل کرنے کے لیے دل سے کسی عبادت کرنے کا عزم یا پختہ ارادہ کرنا۔

اور یہاں مراد نماز ہے، یعنی: وہ نفلی ہے فرضی۔

نماز کی نیت کرنے کا حکم:

نماز سے پہلے اسکی نیت کرنا شرط ہے اور اسکے بغیر نماز قبول نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ)

[سورة البينة:٥]

ترجمہ: اور انھیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس حال میں کہ اس کے لیے دین کو خالص کرنے والے، ایک طرف ہونے والے ہوں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور یہی مضبوط ملت کا دین ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((**إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا**

لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى... الحديث)) [رواه البخاري: ١]

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔

لیکن کیا زبان سے نیت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں فقہائے کرام کے دو قول ہیں:

پہلا قول: زبان سے نیت کرنا درست نہیں (یہ جمہور علمائے کرام کا قول ہے)

انکی دلیل:

۱_ اللہ تعالی ہر پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے لہذا اسے بول کر بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں فلاں عبادت کرنے لگا ہوں، ارشاد باری تعالیٰ ہے (قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ) [سورة الحجرات: ١٦]

ترجمہ: (اے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کہہ دو! کیا تم اللہ کو اپنے دین سے آگاہ کر رہے ہو، حالانکہ اللہ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

۲_ جہری (زبان سے) نیت کرنے کے بارے میں کوئی ایک بھی دلیل نہیں ملتی لہذا ایسا کرنا بدعت ہے۔

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: مسلمانوں کے ہاں بالاتفاق عبادات: نماز، طہارت، زکاۃ اور حج وغیرہ کی نیت کا محل اور جگہ دل ہے زبان

نہیں؛ لہذا اگر انسان نے زبان سے اسکے خلاف نیت کی جو اسکے دل میں ہے تو اسوقت نیت میں اعتبار دل کا ہو گا زبان کا نہیں۔

اسی طرح اگر ایک آدمی زبان سے نیت کرتا ہے لیکن دل میں ارادہ نہیں تو ایسی نیت آئمہ کے ہاں عبادت کی قبولیت کے لیے بالاتفاق کافی نہیں..... اور جہری (زبان سے) نیت کرنا نہ واجب ہے اور نہ ہی مستحب ہے، بلکہ ایسا کرنے والا بدعتی اور شریعت کی مخالفت کرنے والا ہے۔ (مجموع الفتاوی ۲۱۸/ ۲۲)

دوسرا قول: زبان سے نیت کرنا مستحب عمل ہے (یہ بعض متاخرین شافعیہ کا قول اور حنفیہ کا مذہب ہے)

انکی دلیل:

ا_ اس سے زبان کی دل کے ساتھ موافقت ہو جاتی ہے۔

۲_ جیسے حج میں تلبیہ زبان سے کہنا چاہیے ویسے ہی نماز کی نیت بھی زبان سے ہی کرنی چاہیے۔

راجح: نیت دل سے ہو گی زبان سے نہیں؛ کیونکہ زبان سے نیت کرنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین و آئمہ اربعہ سے کچھ بھی ثابت نہیں۔

یہاں علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کے واسطے سے ایک دلچسپ واقعہ قابل ذکر ہے۔

عبادات میں نیت کرنے کی حکمت:

چونکہ عبادات کی ایک ہی جنس میں کئی ایک اقسام ہیں جیسا کہ نماز، روزہ، لہذا ضروری اور لازم ہے کہ انکے درمیان تمیز اور فرق کیا جائے؛ تاکہ ان میں سے نفل اور فرض کے درمیان فرق ہو اور عبادت اور عادت میں فرق ہو۔

نمازوں میں نیت کرنے سے متعلقہ کئی ایک احکام ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

مسئلہ نمبر:۱

ا_ ہر نماز کو متعین کر کے دل میں اسکی نیت کرے۔

۲_ نماز کو اسکے وقت میں پڑھے۔

جب آدمی عبادت کی غرض سے نماز کو اسکے وقت میں ادا کر رہا ہے تو اس میں اسکا وقت پر پڑھنا ہی نیت کے قائم مقام ہے۔

لیکن اگر وہ نمازوں کو جمع کر رہا ہو یا فوت شدہ نمازوں کی قضاء دے رہا ہو تو اس صورت میں نیت کرنا اور ہر نماز کا تعین کرنا لازم ہو گا۔

مسئلہ نمبر:۲

کیا دوران نماز ایک نماز سے دوسری نماز کیطرف منتقل ہوا جا سکتا ہے؟

جواب: اسکی کئی ایک صورتیں ہیں:

ا_ مطلق نماز سے معین کیطرف منتقل ہونا جائز نہیں، اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص عام نوافل پڑھ رہا تھا کہ اچانک اسے یاد آیا کہ اس نے فجر کی دو سنتیں (جو

کہ موکدہ ہیں) نہیں پڑھی؛لہذا وہ دل میں انکی آدائیگی کی نیت کرلیتا ہے۔

ایسا کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ وہ مطلق نوافل سے معین کیطرف منتقل ہوا ہے اور یہ درست نہیں۔

۲_ معین نماز سے معین کیطرف منتقل ہونا،مثلاً ایک شخص عصر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ اسے یاد آیا کہ اس نے تو ظہر کی نماز ہی پڑھی یا پڑھی تو ہے لیکن بغیر طہارت کے، تو اسوقت اسکا نیت کو تبدیل کرکے اس دوسری نماز کیطرف منتقل ہونا صحیح نہیں؛ کیونکہ وہ معین سے معین کیطرف جانا چاہتا ہے۔

اسوقت اسکی پہلی نماز بھی درست نہیں ہوگی؛ کیونکہ اسکی نیت اس نے گزشتہ نماز کی نیت سے توڑ دی ہے۔

۳_ معین نماز سے مطلق کیطرف منتقل ہونا: یہ درست ہے، جیسا کہ ایک آدمی فجر کی سنتیں پڑھ رہا ہو اور اسے یاد آیا کہ اس نے تو سنتیں پڑھ لی ہیں؛ لہذا وہ مطلق نوافل کی نیت سے اسے مکمل کرتا ہے، تو اس صورت میں اسکی یہ نماز صحیح ہوگی۔

خلاصہ: گزشتہ کلام سے پتا چلتا ہے کہ نماز کے دوران منتقل ہونے کی تین حالتیں ہیں:

پہلی حالت: مطلق سے معین کیطرف: اس میں معین درست نہیں اور مطلق کو باقی رکھے گا۔

دوسری حالت: معین سے معین کیطرف: اس میں پہلی نیت باطل ہو جائے گی اور دوسری منعقد نہیں ہو گی۔

تیسری حالت: معین سے مطلق کیطرف: اس میں مطلق کی نیت واقع ہو جائے گی۔

مسئلہ نمبر:۳

امام اور مقتدی کی نیت:

جماعت میں امام اور مقتدی کا ہونا اور اسکے لیے کم از کم دو آدمیوں کا ہونا مقتدی کے لیے ضروری ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں، جس قدر مقتدیوں کی تعداد زیادہ ہو گی اس قدر اجر و ثواب کا باعث بنی گی۔

مقتدی کے لیے دل میں امام کی اقتدا کی نیت کرنا بالاتفاق ضروری ہے۔

رہا اِمام تو کیا اسے اِمام ہونے کی نیت کرنا ہو گی یا نہیں؟ اس میں فقہائے کرام کے درمیان اختلاف ہے، اور انکے دو قول ہیں:

پہلا قول: ضروری ہے کہ وہ دل میں نیت کرے کہ وہ اِمام ہے (یہ اِمام أحمد رحمہ اللہ کا مذہب ہے)

دوسرا قول: اِمام کے لیے امامت کی نیت کرنا شرط یا ضروری نہیں (یہ قول جمہور فقہائے کرام کا ہے)

گویا انکے نزدیک اگر دو آدمی آئیں اور مسجد میں ایک آدمی کو نماز پڑھتے پالیں اور اسے امام سمجھ کر اسکے پیچھے اقتدا کی نیت سے صف بنا کر نماز پڑھنا شروع کر دیں تو انکی نماز درست ہو گی۔

انکی دلیل:

عن عَائِشَةَ رضي الله عنها: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ، فَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّوْا مَعَهُ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتَّى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ : " أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ، لَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا)). [رواه البخاري: ٩٢٤، ومسلم: ٧٦١]

وجہ استدلال: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرنے سے قبل اس سے آگاہ نہ تھے اور نہ ہی آپ ﷺ نے امامت کی نیت کی تھی۔

راجح: اس مسئلے میں احتیاط کا پہلو یہی ہے کہ جب کوئی دو آدمی پہلے نماز میں داخل ہو جانے والے شخص کی اقتدا کرنا چاہیں تو اسے اشارے وغیرہ سے تنبیہ کر دیں کہ وہ اسکی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے ہیں پس اگر وہ خاموش ہو جائے تو پڑھ لیں اور اگر وہ ہاتھ سے نہ پڑھنے کا اشارہ کر دے تو نہ پڑھیں_ (علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ)

مسئلہ نمبر:۴

کیا اِمام اور مقتدی کی نماز کا ایک ہونا شرط ہے؟

یعنی کیا فرض نماز پڑھانے والے اِمام کے پیچھے نفل کی نیت سے کھڑا ہوا جا سکتا ہے؟ اور اسی طرح نفل پڑھانے والے کے پیچھے فرض کی نیت سے کھڑے ہونا۔

جواب:

ا_ فرض پڑھانے والے امام کے ساتھ اسکی اقتدا میں نفل پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ ، عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه، أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ، فَلَمَّا صَلَّى إِذَا رَجُلَانِ لَمْ يُصَلِّيَا فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَدَعَا بِهِمَا فَجِيءَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا، فَقَالَ: " مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا؟ ". قَالَا : قَدْ صَلَّيْنَا

فِي رِحَالِنَا. فَقَالَ: "لَا تَفْعَلُوا، إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فِي رَحْلِهِ ثُمَّ أَدْرَكَ الْإِمَامَ وَلَمْ يُصَلِّ؛ فَلْيُصَلِّ مَعَهُ؛ فَإِنَّهَا لَهُ نَافِلَةٌ ".

[رواه أبو داود:٥٧٥، والترمذي:٢١٩، والنسائي:٨٥٨، وهو حديث صحيح]

٢_ جب امام نفل پڑھ رہا ہو تو کیا فرض کی نیت سے اسکی اقتدا کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اس میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے:

پہلا قول: نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنا جائز نہیں؛ کیونکہ فرض کا مقام نفل سے زیادہ ہے اور امام کی نفلی نماز مقتدی کے فرض سے اعلی نہیں ہو سکتی۔

دوسرا قول: ایسا کرنا جائز ہے؛ کیونکہ حدیث میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں عشاء کی نماز پڑھتے تھے اور اسکے بعد اپنی قوم کیطرف لوٹتے اور انہیں عشاء کی امامت کرواتے اور یہ انکی نفلی اور قوم (مقتدیوں) کی فرضی ہوتی۔

راجح: نفل پڑھنے والے امام کے پیچھے فرض کی اقتدا کرنا جائز ہے جیسا کہ دلائل سے واضح ہے۔

خلاصہ:

۱_ فرض پڑھنے والے کی اقتدا میں فرض پڑھنا جائز ہے۔

۲_ نفل پڑھنے والے کی اقتدا میں فرض پڑھنا، اگرچہ اس میں اختلاف ہے لیکن راجح جواز ہے۔

۳_ فرض پڑھنے والے کی اقتدا میں نفل پڑھنا بالاتفاق جائز ہے۔